قناعت وسادہ زیستی امامؒ

(امام خمینیؒ کی سادگی وقناعت)

ڈاکٹر زہرہ خاتون

جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

عام طور پر قناعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو زندگی میں جو کچھ حاصل ہے اس کو اللہ کا فضل اور عطیہ الٰہی تصور کرے اور ان فیوض وعطیات کے لئے اس کا شکر ادا کرتا رہے اس شعور اور اس عمل کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ انسان غرور اور تفاخر وغیرہ جیسی کمزوریوں اور گمراہیوں سے محفوظ رہے گا اور کاروان ہستی کو صراط مستقیم پر رواں دواں رکھے گا۔ اس طرز فکر اور طرز عمل کے نتیجہ کے طور پر زندگی میں ایسی سادگی آئے گی جو دنیاوی نمود ونمایش کی الائشوں سے پاک ہوگی چنانچہ یوں سمجھنا چاہئے کہ قناعت اور سادگی لازم وملزوم انسانی خوبیاں ہیں۔ جب انسان میں قناعت ہوگی تو وہ سادگی اختیار کرے گا جب سادگی ہوگی تو زندگی کے لوازمات کم سے کم ہوں گے پھر وہ اپنے حالات پر قانع ہوگا۔

لیکن یہیں ایک غلط فہمی پیدا ہوتی ہے جس کا ازالہ ضروری ہے، قناعت اور زندگی میں سادگی کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انسان بے عمل ہوجائے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہے، اس پر بے حسی طاری ہوجائے پھر وہ نہ اپنے لئے نہ اہل دنیا کیلئے کچھ نہ کرے، ایسا نہیں ہے بلکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے یعنی جب اپنی حد سے بڑھتی ہوئی ضرورتوں بہ الفاظ دیگر ناقابل تسکین ہوس کی تکمیل سے عاری ہوگا تو اس کے پاس دوسرے مفید کاموں کے لئے، خدمت خلق کیلئے، خلق خدا کی صحیح راستوں پر رہنمائی کیلئے کافی وقت بچ جائے گا۔ یہی وہ خوبیاں اور صفات عالیہ ہیں جو انسان کو لازوال عظمتوں اور بزرگیوں سے مالامال

کردیتی ہیں کسی شخصیت میں جتنی ہی زیادہ اپنی ذات سے بے تعلقی اور خلق خدا سے گہرے تعلق کی خوبی ہوگی اس کے مدارج اتنے ہی بلند اور ارفع ہوں گے۔ اسی اصول کی روشنی میں ہمیں رہبر انقلاب اسلامی ایران امام خمینیؒ کی عظیم و بے مثال شخصیت کا جائزہ لینا ہوگا شخصیت فکر وعمل کا مرکب اور مجموعہ ہوتی ہے چنانچہ اس مختصر سے مضمون میں بحر بے پایاں کو سمیٹنا تو ممکن نہیں البتہ اس فکر کے بنیادی نکات بیان کئے جاسکتے ہیں جو اس قوت عمل کو مہمیز کرتے رہے جو انقلاب بداماں ہوا جس نے ایرانی عوام کو خواب غفلت سے بیدار کیا لیکن اس کے ساتھ ہی ساری دنیا کو چونکا دیا کہ بیدادگری کا عہد تمام ہوا اور مظلوموں کی داد رسی کا دور آگیا۔

یوں تاریخ انسانی میں ایسا ہوتا آیا ہے کہ ظالم کی ظلمت حدوں سے تجاوز کرتی ہے تو ''مردی از غیب برون آید وکاری بکند'' ایسا ہی کچھ ایران میں بھی ہوا۔ شہنشاہان ایران روایتی جاہ وجلال اور شان وشکوہ کے لئے عالمگیر شہرت رکھتے تھے لیکن جبروت شاہی کے مظاہر اور عوام پر مظالم دو الگ الگ کیفیات ہیں، فی الحال ہماری توجہ اس دوسری کیفیت پر مرکوز ہے جو تاریخ ایران کے آخری بادشاہ کے دور میں جاری تھی اتنا ہی نہیں کہ عوام کی آزادیاں سلب کر لی گئیں، خفیہ محکمے کے مخبروں نے لوگوں کا جینا مشکل کردیا بلکہ مغرب کے استعماری ملکوں کی کمپنیوں نے ایران میں لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم کر رکھا تھا اور ان کی اس قسم کی حرکتوں کو حکومت ایران کی اور خود ان کی اپنی حکومتوں کی پشت پناہی حاصل تھی۔ ایرانی عوام نے جب بھی ان حرکتوں کے خلاف صدای احتجاج بلند کی ان کا گلہ گھونٹ دیا گیا۔

یہ وہ حالات تھے جن میں روح انقلاب بیدار ہوئی اور رہبر عظیم امام خمینیؒ نے اس انقلاب کا پرچم بلند کیا جسے ایران کے انقلاب اسلامی سے تعبیر کیا گیا چونکہ کوئی ذاتی منفعت اس انقلاب کی محرک نہ تھی، مقاصد بالکل پاک اور شفاف تھے یعنی عوام کو جبر واستبداد سے نجات دلانا اور اسلامی اصولوں پر مبنی ایک حکومت کا قیام جس میں استحصال کی کوئی گنجائش نہ ہو

اس لئے ساری مزاحمتوں کے باوجود اس کی کامیابی یقینی تھی چنانچہ امام خمینیؒ کی قائدانہ کاوشیں بار آور ہوئیں۔ ایرانیوں نے ان کی قدم بوسی کی اور اپنی آنکھیں ان کے لئے فرش راہ کیں صدیوں سے راسخ ایک نظام کو جڑ سے اکھاڑ نا اس کے کھنڈرات کو صاف کرنا اور اس کی جگہ ایک عظیم الشان نظام کے قیام کیلئے مستحکم بنیادیں قائم کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ مذہب اسلام کے بنیادی اصول تو یقیناً رہنمائی کیلئے موجود تھے لیکن ان پر عمل آوری کے لئے ایسے افراد اور اداروں کو قائم کرنا اور ان کو تربیت دینا جوئے شیر لانے سے زیادہ مشکل کام تھا جہاں اخلاقیات کا وجود باقی نہ رہ گیا ہو وہاں اخلاق کا درس ہی نہیں دینا تھا بلکہ ان پر عمل کرنا اور سارے نظام کو اس عمل کا پابند بنانا شاید ان انقلابات سے زیادہ مشکل کام تھا جنہیں حالیہ تاریخ میں بڑے زور وشور سے بیان کیا گیا ہے۔ یہ اسلام کے آفاقی انقلاب کی تقلید اور تجدید تھی اس لئے ظلمت پرستی پر قائم نظاموں کے عامل نہ صرف برہم ہوئے بلکہ ان لوگوں نے عملی مخالفت اور تصادم کی راہ اختیار کی۔ اس کیفیت نے انقلاب اسلامی ایران کو حق وباطل کے تصادم کی شکل دیدی۔ یہ تصادم تو ازلی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس کے مقابلے کے لئے امام خمینیؒ نے اپنی قوم کو کس طرح تیار کیا ایسی کردار سازی کے لئے کیا کیا جو محض ذہن کے فروغ کے لئے وقف ہو اور کوئی دنیاوی منفعت اس راہ میں گامزن کارواں کے قدموں میں لغزش نہ آنے دے۔

اس وقت یہ بھی دیکھنا ہوگا کہ آخر امام خمینیؒ میں وہ کون سی صفات حسنہ تھیں جن کی وجہ سے عوام ان کے گرویدہ ہوگئے ان کی صدائے انقلاب پر لبیک کہا اور بے حساب قربانیوں کے لئے تیار ہوگئے۔

شخصیات کی پہچان کے لئے بے حد ضروری ہے کہ ان کے قول وعمل اور مستحکم ارادوں واٹل فیصلوں کا جائزہ لیا جائے اور کسی ایک شخص میں متضاد صفات کا پایا جانا عام طور پر تاریخ میں اس کی مثالیں کم ہی دیکھنے کو ملتی ہیں۔ امام خمینیؒ بھی کچھ اسی طرح کی گوناگوں صفات سے متصف تھے، انھوں نے مدرس، مبلغ، عارف فقیہ، فلسفی اور ایک کامیاب سیاسی

رہنما کی خدمات بیک وقت انجام دی ہیں اور علم وادب کی دنیا کے لئے عارفانہ افکار پر مبنی ایک دیوان یادگار چھوڑا۔

اس مرد مومن کی ولادت ۱۹۰۲ عیسوی میں تہران سے تقریبا ساڑھے تین سو کلو میٹر دور خمین نامی قصبہ میں ہوئی۔ چھ ماہ کی عمر میں ان کے والد استعماری سازشوں کا شکار ہو کر شہید ہوگئے ابھی عمر کے چند سال ہی گذرے ہوں گے کہ والدہ بھی انتقال کر گئیں اور پھر پھوپھی محترمہ کے زیر تربیت عمر کا ابتدائی حصہ گذرا۔ ۱۹ سال کی عمر تک قصبہ خمین میں رہ کر عربی زبان کے ساتھ ساتھ منطق، اصول وفقہ کی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۲۱ عیسوی میں خمین سے اراک روانہ ہوئے اور حوزہ علمیہ میں ایک سال قیام کے بعد ''قم'' آگئے یہاں ریاضی، نجوم وفلسفہ کا مطالعہ کیا۔ فقہ وتصوف جیسے مضامین سے آپ کو خاص دلچسپی تھی چنانچہ ۲۷ سال کی عمر سے ہی آپ نے حوزہ علمیہ قم میں فلسفہ اصول، تصوف وفقہ کا درس دینا شروع کردیا تھا ساتھ ہی ان موضوعات پر تصنیفات کا سلسلہ بھی جاری رہا جن کی تعداد ۵۰ کے قریب پہونچتی ہے ان میں اہم ترین چہل حدیث، ولایت فقیہ، کشف الاسرار، انوار الهدایہ فی التعلیقۃ علی الکفایہ، رسالہ الاجتہاد والتقلید، بدایع الدرر فی قاعدہ نفی الضرر، مناہج الوصول علی علم الاصول، رسالہ تقیہ، رسالہ طلب وارادہ، کتاب الطہارت، توضیح المسائل، مکاسب المحرم، حاشیہ وسیلۃ النجات، رسالہ نجات العباد وحاشیہ عروۃ الوثقیٰ وغیرہ ہیں۔

ابتداء سے ہی آپ کی تحریروں اور تقریروں نے پہلوی حکومت کی مغربیت اور استعمار دوستی سے پردہ اٹھانا شروع کردیا تھا۔ ۱۹۴۳ عیسوی میں آپ نے کشف الاسرار'' لکھی جس میں رضا شاہ پہلوی کے دور کے ظلم وستم کو بے نقاب کیا۔ آپ کی شخصیت چونکہ خود بھی حقیقی اسلام کا مظہر تھی لہٰذا اسلامی قوتوں کو یکجا کرنے اور عوام کا اعتماد حاصل کرنے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل ہوئی اور ۱۵/خرداد کا قیام (جب آپ گرفتار کیے گئے) ایک ایسی عظیم تحریک کا آغاز ثابت ہوا جو آخر کار ۲۲ بہمن ۱۳۵۷ ش (۱۱ فروری ۱۹۷۹ عیسوی) کو انقلاب اسلامی

کے نام سے کامیاب ہوئی، اپنی ایک تقریر میں کہتے ہیں:

'انقلاب صادر کرنے سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ تمام قومیں بیدار ہوجائیں ، تمام حکومتیں بیدار ہوجائیں اور خود کو اپنے مشکلات وگرفتاریوں نیز اس زبردستی اور غلامی سے نجات دیں'۔[۱]

آپ کی شخصیت کی سب سے پہلی خصوصیت آپ کی ''روحانیت'' ہے۔ ہمارے سماج میں روحانیت کا تصور ایک خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ یہ ہمیشہ سے ہی مظلوموں کا حامی اور ظالموں کا مخالف رہا چنانچہ امام خمینیؒ نے روحانیت کا درس دیا اور ''وحدت'' کی اہمیت پر زور دیتے رہے ایک موقع پر صوبہ گیلان کے ائمہ جماعت سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

> یہ وحدت ہی ہے کہ جس کی طرف قرآن میں سفارش کی گئی ہے آئمہؑ نے مسلمانوں کو اس کی طرف دعوت دی ہے یعنی سب کلمہ اسلام میں ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوجائیں لیکن جیسا کہ آپ جانتے ہیں اس اتحاد کو قائم نہیں ہونے دیا گیا بالخصوص آخری ادوار میں زیادہ انتشار پھیلایا گیا۔ کیونکہ ان کے ماہرین یہ جان چکے تھے کہ اگر عظیم اسلامی معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے قریب آکر آپس میں مربوط ہوجائیں تو کوئی طاقت (دنیا کی) ان کا مقابلہ نہیں کرسکتی اور ان پر بالادستی قائم نہیں رکھ سکتی۔ ان کے لئے واحد راستہ یہی تھا کہ اپنے ان منحوس عزائم کو پورا کرنے کے لئے تمام جماعتوں کے درمیان تفرقہ ڈالیں۔''[۲]

امام کی دوسری خصوصیت ان کی ''مرجعیت'' ہے یعنی جانشین امام معصوم ، اور آپ آئمہ کرام کے صحیح معنوں میں جانشین قرار پائے ۔آپ نے اپنی قوم کو حقیقی اسلام کے قوانین واحکامات سے نہ صرف روشناس کیا بلکہ ان میں ایک ایسا جوش وجذبہ پیدا کیا جو انقلاب اسلامی

کا اصلی محرک ثابت ہوا، کیونکہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس کا تعلق دنیا وآخرت دونوں سے ہے۔ یہ عبادی مسائل کے علاوہ اقتصادی، سیاسی اور سماجی غرض کہ انسان کی زندگی کے ہر پہلو پر محیط ہے۔ چنانچہ ایرانی عوام کے دلوں میں بھی امام نے ایسا ہی جذبہ پیدا کیا اور ایک ایسی حکومت کا خواب دکھایا جو صرف معنوی حیثیت سے اسلامی نہ ہو بلکہ اس کے اقتصادی، سیاسی، سماجی نیز فوجی اصول بھی اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر ہوں۔

امام کی تیسری خصوصیت ان کا "فلسفہ" ہے آپ نے حوزۂ علمیہ قم کے بزرگ اساتذہ سے فلسفہ کی تعلیم حاصل کی اور تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا جبکہ اس عہد کے دوسرے فقہا نہ صرف فلسفہ کے مخالف تھے بلکہ اس مضمون کے معلمین ومدرسین کو کافر، مرتد وقابل تکفیر سمجھتے تھے۔

چوتھی خصوصیت جو آپ کی شخصیت کا نمایاں پہلو ہے وہ آپ کا خلوص ہے جس نے نہ صرف ملت ایران بلکہ دنیا بھر کے مسلمانوں کے درمیان ہر دل عزیز بنایا امام خدا کے عابد وزاھد بندے تھے عمر کا بیشتر حصہ خلوت میں رہ کر خدا کی عبادت میں بسر کیا۔ دروغ گوئی سے پرہیز کرتے ہوئے اور سیاسی رہنما ہوتے ہوئے بھی تمام عمر اس عیب سے پاک رہے۔

پانچویں خصوصیت نظم وضبط ہے جو کسی بھی کام کا لازمی جزو ہوتا ہے۔ بالخصوص جہاں کسی گروہ جماعت کی رہبری ورہنمائی کا معاملہ ہو جبکہ ایران میں آپ کو پوری ملت اسلامی کی رہبری کرنی تھی۔ امام ہر ایک معاملہ اور مرحلہ میں خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، بخوبی غور وخوص کرتے اور بڑے منظم طریقہ سے پایۂ تکمیل کو پہونچاتے اور ہر ایک کام کو خواہ وہ سیاسی ہو یا سماجی یا کوئی دینی مسئلہ ہو یا روز مرہ کے امور ہوں ان کے لئے پہلے سے وقت مقرر کرتے اور اسی کے مطابق عمل کرتے۔

آپ کی شخصیت کی ایک اور خصوصیت مردم شناسی ہے۔ آپ کو دوستوں اور دشمنوں کی خوب پہچان تھی، اور جب کوئی خاص موقع سامنے ہوتو ان حالات میں دشمن اور دوست کی

پہچان رکھنا بہت ضروری ہوجاتا ہے چنانچہ انقلابی تحریک کے آغاز میں ہی امام نے جان لیا تھا کہ اسلام دشمن عناصر کون کون سے ہیں انہیں کس طرح بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنا ہے۔

ایک اور خصوصیت جس نے امام کی کامیابیوں کو دوام بخشا وہ ہے ان کا صبر۔ حالانکہ کسی شخص کا انقلابی ہونا اور اس میں صبر کا پایا جانا یہ دونوں متضاد صفات ہیں لیکن یہ بھی حسن اتفاق ہے کہ یہ دونوں صفات امام میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

مستضعفین سے عشق اور سرمایہ داروں دولت کے متوالوں سے نفرت بھی آپ کی شخصیت کا ایک خاص عنصر ہے۔ امام کے سامنے تاریخ اسلام کی زندہ مثال موجود تھی اس کے علاوہ انقلاب اسلامی تحریک میں جن لوگوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا حتی کہ اپنی جانوں تک کہ پرواہ نہیں کہ وہ یہی کمزور اور مستضعفین تھے، جو ثروتمند طبقہ تھا وہ سماجی برائیوں اور اخلاقی کمزوریوں کا شکار کسی بھی قسم کی تبدیلی نہیں چاہتا تھا۔

ایک دوسری خصوصیت امام میں اپنے مقصد میں اعتقاد راسخ تھا ان کا کہنا تھا کہ اگر انسان کسی مقصد کو حاصل کرنے کا ارادہ کرلے اور صحیح راہ کا تعین بھی کرلے تو اسے اس کے مقصد میں کامیابی ملنا یقینی ہے۔

آپ کی وفات ۳ر جون ۱۹۸۹ کو ہوئی۔

وہ پھونک دی ہے زمانے میں روح بیداری
کوئی نہ سوئے گا غفلت کی نیند دنیا میں
صدا یہ غیب سے آئی کہ مطمئن ہوکر
خمینیؒ سویئے آکر بہشت زہرا میں

حوالے:

ا۔ کتاب از سخنان امام ج ۱۵ ص: ۲۶۰

۲۔ کتاب از سخنان امام ج ۱۵ ص: ۲۶۰

منابع ومآخذ:

۱۔ جایگاہ نقش زن: گرد آوری و تنظیم دفتر پژوھش ادارہ کل فرھنگ و ارشاد اسلامی استان تہران
۲۔ دیوان امام
۳۔ شرح بر وصیت نامہ سیاسی الٰہی امام خمینیؒ (جلد ۱) احمد آذری قمی
۴۔ مجموعہ آثار یادگار امام (جلد ۱) حاج سید احمد خمینیؒ
۵۔ امام خمینیؒ شاعر عرفانی از دکتر نسیم شاہد
۶۔ حضور (فصلنامہ فرھنگی، تابستان ۱۳۷۴)